



کامرس اور صنعت کی وزارت۔

بھارت اور چین کے ذریعے مجموعی اقدامات تعاون کے موضوع پر ڈبلیو ٹی او میں مشترکہ تجویز

Posted On: 31 AUG 2017 5:38PM by PIB Delhi

نئی دہلی، 31 اگست، حال۔ ی میں یعنی 18 جولائی 2017ء کو بھارت اور چین نے عالمی ادارہ تجارت یعنی ڈبلیو ٹی او کو ایک مشترکہ تجویز پیش کی تھی، جس میں ترقی یافتہ ممالک کے ذریعے فارم سبسڈی یعنی کاشتکاروں کو دی جانے والی ترغیبات کے سلسلے میں اسے سب سے زیادہ متاثر کرنے والے عناصر کا ذکر تھا اور اسے ختم کرنے کی بات کی گئی تھی۔ ان تجاویز کو ڈبلیو ٹی او کے تحت مجموعی اقدامات برائے تعاون یا آرمر باکس کے نام سے جانا جاتا ہے اور ان میں گھریلو سپورٹ سودوں میں دیگر اصلاحات سے قبل کی پیشگی شرط خیال کیا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ دسمبر 2017ء میں یونیس آئرس میں منعقد ہونے والی ڈبلیو ٹی او کمیٹی کی وزارتی کانفرنس میں پیش کیے جانے والے گفت و شنید کے موضوعات کے پیش نظر یہ بھارت اور چین کی جانب سے پیش کی گئی ایک اہم تجویز ہے۔ یہ تجویز ان چند ممالک کی کوششوں کی مزاحمت کرے گی، جنہوں نے ترقی پذیر ممالک میں فراہم کی جانے والی ترغیبات یا سبسڈی کو نشانہ بنا رکھا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ترقی یافتہ ممالک کو اپنے لیے ان بڑے پیمانے پر کاشتکاری سے متعلق سبسڈی کو برقرار رکھنے کا راستہ ہموار کرتی ہیں۔

مشترکہ دستاویز میں کہا گیا ہے کہ امریکہ، یورپی یونین اور کینیڈا سمیت ترقی یافتہ ممالک لگاتار پیمانے پر اپنے کاشتکاروں کو تجارت کو متاثر کرنے والی سبسڈیاں فراہم کرتے رہے ہیں اور یہ ترغیبات ترقی پذیر ممالک کیلئے سبسڈی کی نافذ العمل حدود سے کہیں زیادہ ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں 90 فیصد سے زائد عالمی اہم ایس استحقات مروج ہیں اور امریکہ میں اس کی مقدار 100 فیصد کے قریب ہے۔ بیشتر ترقی پذیر ممالک، جن میں بھارت اور چین بھی شامل ہیں، اپنے لیے ان اہم ایس استحقات سے مبرا ہیں۔

امریکہ، یورپی یونین اور کینیڈا کی جانب سے 1995ء کے اکثر بیشتر سب سے زیادہ جن اشیاء پر سبسڈی فراہم کی جاتی ہے، ان کا ذکر کرتے ہوئے اس دستاویز میں اس طرح کی تمام ترغیبات کا خاتمہ کرنے کی بات کی گئی ہے۔ پوری دنیا میں ترقی یافتہ ممالک کے ذریعے جن مصنوعات پر ترغیبات فراہم کی جاتی ہیں، ان کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ یہ سبسڈی 50 فیصد سے زائد اور یہ ان تک کی بعض معاملات میں 100 فیصد سے زائد ہے، جو متعلقہ مصنوعات کی پیداواری مالیت کے مقابلے میں ہوتی ہے، جبکہ ترقی پذیر ممالک مجبور ہیں کہ وہ مصنوعات کی پیداواری مالیت کے مقابلے میں 10 فیصد کے اندر اندر کی سبسڈی فراہم کریں۔ دوسرے لفظوں میں کہہ سکتا ہے کہ ایک طرف ترقی یافتہ ممالک بڑی مقدار میں اہم ایس کے تحت سبسڈی دے سکتے ہیں اور اس معاملے میں وہ کم سے کم حدود سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں، جو گھریلو امداد کے طور پر کم از کم رقمات کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہے اور اس طریقے سے تجارت پر منفی طور سے اثر انداز ہو جاتے ہیں، جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں پیداواری مالیت کی 5 فیصد سبسڈی ہوتی ہے۔ چائے اور ترقی پذیر ممالک کے لئے یہ حد 10 فیصد کی ہے۔

اس کے برعکس ترقی پذیر ممالک اپنی حدود میں یہی رہ کر ترغیبات فراہم کرتے ہیں اور اس طریقے سے زرعی تجارت کے قواعد کی خلاف ورزی برداشت کرنے پر مجبور ہیں۔

مذکورہ دستاویز میں چند مصنوعات کے ضمن میں اہم ایس کے ارتکاز کے برعکس اثرات کا ذکر کیا گیا ہے اور ڈبلیو ٹی او کی کسی تجویز میں اس مسئلے پر کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے۔ بھارت اور چین اس اصول میں یقین رکھتے ہیں کہ اگر اہم ایس کا خاتمہ کر دیا جائے، تو یہ اصلاحات کی جانب بہت لا قدم ہوگا اور اس سلسلے میں یہی بہت قدم ہوگا، نہ کہ ترقی پذیر ممالک سے یہ کہہ دیا جائے کہ وہ اپنے لیے ان فراہم کی جانے والی سبسڈی میں تخفیف کریں۔ ترقی پذیر ممالک میں سے چند ممالک مثلاً بھارت، فی کاشتکار، سالانہ تقریباً 260 کی ڈالر کی امداد سبسڈی کی شکل میں فراہم کرتا ہے، جبکہ چند ترقی یافتہ ممالک میں یہ سبسڈی 100 فیصد سے بھی زائد ہے۔

م ن - ک ا
U- 4295

(Release ID: 1501385) Visitor Counter : 2

